مجاہدین کے لیے اہم نصائح اور حوصلہ شکنی کرنے والوں کا رد

(دوسرا حصہ)

شیخ ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ

اے مجاہدو؛

غزوہ خندق میں مختلف لشکروں کے جمع ہونے پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے جو تبصرہ تحریر کیا ہے، میں آپ کو پیش کرنے کے لیے اُس سے بہتر چیز نہیں پاتا، شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا:

(غزوہ خندق کا مختصر قصہ یہ ہے کہ مسلمانوں پر ارد گرد کے اکثر مشرکین نے جمع ہو کر لشکر کشی کی، اپنے لشکروں کو لے کر مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے مدینہ آ وارد ہوئے ،چنانچہ قریش اور اُس کے اتحادی بنو اسد ، اجشع ، فزارہ اور نجد کے دیگر قبائل جمع ہوئے ،اِسی طرح بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودی بھی اِن لشکروں کا حصہ بنے ،اِن تمام لشکروں کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے کئی گنا زیادہ تھی، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو مدینہ کے اونچے حصے میں پہنچا دیا۔

اور آج کے حالات میں (یعنی شیخ الاسلام کی وقت میں) دشمن یعنی مغل اور ترک قوم کی دیگر شاخیں، فارسی اور وہ قومیں جو عربی بن چکی ہیں اور اِن کے علاوہ دیگر مرتدین جیسے ارمنی نصارىٰ وغیرہ یہ سب جمع ہو گئے ہیں اور دیار المسلمین کے پاس ڈیرے ڈال دیے ہیں۔یہ حملہ کرنے اور نہ کرنے کی شش و پنج میں ہیں حالانکہ اُن کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد انتہائی تھوڑی ہے اور وہ ان علاقوں پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو جڑ سے اکھیڑنا چاہتے ہیں جیسے غزوہِ احزاب میں کافروں نے مدینہ کے باہر اِسی مقصد کے لیے لشکر اکٹھے کیے تھے۔غزوہ احزاب کے سال شدید سردی پڑی اور عجیب سخت آندھی چلی جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لشکروں کو مدینے سے پھیر دیا ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:{فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا} [الأحزاب:9](تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے نہیں دیکھا)

اور ایسا ہی اِس سال ہوا ، اللہ تعالیٰ نے اِس سال بارشوں ،برفباری اور ٹھنڈ کو خلاف معمول بہت زیادہ کر دیا یہاں تک کہ اکثر لوگوں کو یہ ناپسند ہوا۔ہم اُنہیں کہا کرتے تھے کہ اِسے برا نہ سمجھو ، اللہ تعالیٰ کی اِس میں بڑی حکمت اور رحمت ہے ،اور یہی بالآخر اُن بڑے اسباب میں سے تھا جن کے ذریعے اللہ نے دشمن کو پلٹا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے احزاب کے بارے میں فرمایا:{إِذْ جَاؤُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتْ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا * هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا} [الأحزاب:10-11](جب وہ تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آ گئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کے بارے میں گمان کرتے تھے، کئی طرح کے گمان۔ اس موقع پر ایمان والے آزمائے گئے اور ہلائے گئے، سخت ہلایا جانا)

اور اِس سال بھی یہی ہوا ۔ دشمن شام کی بالائی جانب سے آیا جو کہ فرات کے شمال میں واقع ہے۔۔۔)

یہاں تک کہ فرمایا: اور لوگوں نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کیے:

-کسی کا گمان تھا کہ شام کے لشکر اُن کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے اور یہ اہلِ شام کو کاٹ کر رکھ دیں گے ۔

-کسی کا گمان تھا کہ شام کی سر زمین پر اب مزید رہائش نہیں رکھی جا سکتی اور یہ اب اسلامی مملکت کا حصہ نہیں رہے گی۔

-کسی کا خیال تھا کہ اگر یہ دشمن کے سامنے ڈٹ گئے تو دشمن اُنہیں توڑ کر رکھ دیں گے اور اُن کا ہر طرف سے مضبوط گھیراؤ کر لیں گے جیسے کہ چاند کا احاطہ اُسکے گرد روشنی کا ہالہ کرتا ہے۔

-کوئی یہ سوچتا تھا کہ یہ شام کو لینے کے بعد مصر کی طرف بڑھ کر اُس پر قابض ہو جائیں گے اور اُن کی پیشقدمی کو کوئی نہیں روک سکے گا پس اُنہوں نے یمن اور اُسکے گرد و نواح کی طرف فرار کا سوچنا شروع کر دیا۔

-اور کسی کا حال یہ تھا کہ وہ علامات کے تضاد کا شکار ہو گیا اور اُس کے ارادے منتشر ہو گئے۔ وہ مبشرات میں صادق اور کاذب کا امتیاز نہ کر سکا اور اسے حدیث کے بیان میں صحیح اور غلط کا ادراک نہ ہوا۔ چنانچہ حیرت نے اسے جکڑ لیا اور ان متضاد آراء نے اس کی سوچ و فکر پر حملہ کر کے اسکا وہی حال کر دیا جو بچے کسی جانور کا کنکریاں مار مار کر کر دیتے ہیں۔

{هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا} [الأحزاب:11](اس موقع پر ایمان والے آزمائے گئے اور ہلائے گئے، سخت ہلایا جانا)، اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُس آزمائش میں مبتلا کیا جس سے اُنکی خطائیں معاف ہوتی ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا} [الأحزاب:13](اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب والو! تمہارے لیے ٹھہرنے کی کوئی صورت نہیں، پس لوٹ چلو)

چنانچہ ایک گروہ نے کہا:

-دشمن کی کثرت کی وجہ سے تم اُس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے، اِس لیے شہر کی طرف پلٹ جاؤ

-اِسی طرح کہا گیا کہ تم جنگ میں دشمن کے سامنے کھڑے نہیں رہ سکتے لہذا اب اُن سے امن اور پناہ کی درخواست کرو۔

-اسی طرح جب تاتاری دشمن پیشقدمی کرتاہوا آیا تو منافقین میں سے بعض کہنے لگے کہ :
-اسلامی حکومت نے تو قائم نہیں رہنا اِس لیے اب تاتاری حکومت میں شامل ہو جانا چاہیے۔
-اور بعض خاص لوگوں نے کہا کہ اب شام میں مزید نہیں رہا جا سکتا۔
-اور بعض نے کہا کہ اب مصلحت اِسی میں ہے کہ اِن کے آگے تسلیم ہو کر اِنکی اطاعت قبول کر لی جائے جیسے اہلِ عراق انکی اطاعت میں آ چکے ہیں اور اِنکی حکومت کے تحت آ چکے ہیں۔

یہاں تک کہ شیخ الاسلام نے فرمایا : اس حادثے میں ایسے بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے جو اندازوں سے بڑھ کر اور غیر معمولی تھے اور ایسے وقت میں،جب کہ یوں لگ رہا تھا کہ بس اب اسلام کا قصہ ختم ہوا چاہتا ہے ،اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس دین کی مدد اور اِس امت پر عنایت کے ایسے ایسے واقعات ظاہر ہوئے کہ جنہیں کوئی بھی عقل مند محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا ۔

ظاہری اسباب ختم ہو گئے ،دشمن کے قوی اور مضبوط لشکر تیزی سے قریب آنے لگے،ڈوبتے دل حوصلہ ہارنے لگے اور دین کے لیے لڑنے والی جماعت ثابت قدم رہی،چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فاتح لشکروں کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے اور اہلِ کفر و نفاق کو سرنگوں کر دیا اور اِسے تاقیامِ قیامت مؤمنین کے لیے نشانی بنا دیا۔۔۔)ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا۔

699ہجری میں جب یہ خبریں موصول ہوئیں کہ تاتاری شام پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تو لوگ خوفزدہ ہو گئے، باربرداری کے وسائل مہنگے ہو گئے اور حماسہ سے دمشق کا گھوڑے کا کرایہ دوسو درہم لیا جانے لگا۔

بعض امراء کی رائے یہ بنی کہ شہریوں کی حفاظت کی خاطر قلعے کو تاتاریوں کے سپرد کیا جائے۔اِس پر ابن تیمیہ رحمہ اللہ اُن کے سامنے ڈٹ گئے اور قلعے کے نگران سے مطالبہ کیا کہ قلعے کو دشمن کے حوالے نہ کیا جائے چاہے اِسکا ایک پتھر بھی سلامت نہ بچے۔قلعے کے نگران نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے پر عمل کیا اور اِسی میں مسلمانوں کی مصلحت تھی۔

پھر مصری فوجوں کے شام آنے کی اطلاعات آئیں جس کی وجہ سے ھولای اور اُسکے ساتھی تاتاری دمشق کی جانب چلے اور دمشق فوج اور محافظوں کے بغیر رہ گیا ۔پس اہلِ دمشق میں یہ منادی کر دی گئی کہ وہ اسلحے سمیت نکلیں اور فصیل اور دروازوں پر پہرہ دیں اور وہیں سوئیں تاکہ شہر کی حفاظت کی جا سکے پس وہ سب فصیل پر پہرہ دینے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔

اِس دوران ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہر رات قلعے کی فصیل کا چکر لگاتے، لوگوں کو صبر اور قتال پر ابھارتے اور اُن پر جہاد اور رباط کی آیات تلاوت کرتے تھے۔

جب دمشق میں زندگی دوبارہ لوٹ آئی تو ابن تیمیہ اور اُن کے ساتھیوں نے (شہر میں) چکر لگایا اور شراب خانوں میں اُنکے برتنوں کو توڑ ڈالا۔ اِس کے بعد ابن تیمیہ دمشق کے نائب اثرم کے ساتھ روافض اور باطنیہ کی تأدیب کے لئے جبیلہ اور کسروان کی طرف گئے کیونکہ اُنہوں نے تاتاریوں کی مدد کی تھی اور مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔ چنانچہ اُن کے بڑے ابن تیمیہ کے پاس آئے اور اطاعت و ندامت کا اظہار کیا اور جو کچھ اُنہوں نے لیا تھا وہ واپس کر دیا ۔پھر اثرم دمشق واپس آیا اور یہ احکامات جاری کئے گئے کہ لوگ اسلحہ دکانوں پر لٹکائے رکھیں اور تیراندازی سیکھیں، چنانچہ دمشق میں عسکری تربیت گاہیں بنائی گئیں اور فقہاء نے حکم جاری کیا کہ تیر اندازی سیکھی جائے تاکہ کسی بھی قسم کے غیر متوقع حالات سے نبٹا جاسکے۔

جی ہاں ! اِسی طرح امت کو عام حالات میں تیاری کرنی چاہیے تاکہ مشکل وقت میں اِس امت کے بیٹوں میں ایسے موجود ہوں جو اِس کا دفاع کریں اور اِس سے دشمنوں کی چالوں کو دور کریں۔ 702 ہجری میں تاتاری شام میں داخل ہو گئے، لوگوں میں اضطراب پیدا ہوگیا اور وہ نماز میں قنوت نازلہ پڑھنے لگے۔ پھر پہلا معرکہ ہوا ۔تاتاریوں کے لشکر کا ہراول دستہ سات ہزار کا تھا۔ اُنکا مقابلہ شام کے ابطال کے ایک لشکر نے کیا جس کی تعداد پندرہ سو تھی۔ پس اللہ نے اپنے جنود کی نصرت کی۔

جیسے جیسے تاتاری لشکر قریب ہوتا گیا حموی اور حلبی لشکر انخلاء کرتے کرتے حمص تک سمٹ گیا۔ پھر اُن کو خوف ہوا کہ کہیں اچانک تاتاری اُن پر حملہ نہ کر دیں تو وہ مرج الصّفر چلے گئے۔ تاتاری حمص پہنچ گئے اور پھر بعلبک کی طرف چل پڑے جس سے لوگوں کا خوف مزید بڑھ گیا ۔غلط خبریں اور افواہیں پھیلنے لگیں۔ اُس وقت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لوگوں کو مطمئن کرنے اور داخلی حالات کو معمول پر لانے میں عظیم کردار ادا کیا ۔

پھر بعض لوگ تاتاریوں سے قتال کی شرعی حیثیت پر شک کرنے لگے؛ کیونکہ وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے جیسا کہ آج بعض شکست خوردہ لوگ طواغیت کے فوجیوں سے قتال کی شرعی حیثیت میں شک کرتے ہیں۔

ابن حزم نے المحلی میں فرمایا: (کفر کے بعد اِس سے بڑا جرم کوئی نہیں کہ کوئی جہاد فی سبیل اللہ سے روکے اور عورتوں کو اللہ کے دشمنوں کے حوالے کرنے کا مشورہ دے)، ابن حزم رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا۔

پس اُن کے مقابلے کے لیے ابن تیمیہ رحمہ اللہ اٹھے، تاتاریوں سے قتال کے وجوب پر اپنا مشہور فتویٰ جاری کیا اور تمام شبہات کاازالہ کیا۔آپ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم مجھے اُن(تاتاریوں) کے ساتھ دیکھواور میرے سر پر قرآن ہو تو بھی مجھے قتل کر دینا، پس اِس وجہ سے لوگوں کو قتال کا حوصلہ ملااور اُن کے دل مضبوط ہو گئے)۔

جب تاتاری قریب آ گئے تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ شام کے ایک امیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے فلاں مجھے موت کی جگہ پر لے چلو ۔

چنانچہ اُس امیر کا بیان ہے کہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو لے کر دشمن کے مقابلے پر گیااور وہ سیلاب کی طرح امڈ امڈ کر آ رہے تھے ،غبار میں اُن کا اسلحہ چمک رہا تھا، پھر میں نے کہااے شیخ ! یہ ہے موت کی جگہ یہ ہے دشمن جو غبار اڑاتاہوا آرہا ہے، شیخ نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھراپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اپنے ہونٹوں کو طویل وقت تک ہلاتے رہے ، اپنے ربّ سے دعا کرتے رہے اور پھر تاتاریوں کے لشکر میں گھس گئے،معرکہ سخت ہو گیا، جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے، شجاع اور بہادروں نے موت کی وادی میں اتر کر دشمن کا مقابلہ کیااور بالآخر تاتاری پہاڑوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے ۔

پھر رات آگئی اور مسلمانوں نے پہاڑوں کا محاصرہ کر لیااور تاتاریوں کے دل رعب زدہ ہو گئے۔

اے مجاہدو؛

دین کا قیام مردانِ عزیمت ہی کے ذریعے ہوتا ہے اور عیش پسند اور بے ہمت لوگوں کے ذریعے دین ہر گز ہر گز قائم نہیں ہوتا ،یہ اِس عظیم دین کے شایانِ شان ہی نہیں کہ دین ایسے لوگوں کے ذریعے قائم ہو۔

اِس عظیم دین کا بوجھ عظیم کندھے ہی اٹھا سکتے ہیں،وہ بھاری مسئولیت جس کے اُٹھانے سے آسمان و زمین بھی عاجز آ گئے ،اُسے وہی مردانِ کار اُٹھا سکتے ہیں جو اِس کام کے اہل ہیں۔

إن كنت تنوح يا حمام البان للبين

اے سہانجنہ کے درخت میں رہنے والے کبوترو، یہ جو تم ماتم کر رہے ہو

فأين شاهد الأحزان

تو تمہارے غم کے گواہ کہاں ہیں

أجفانك للدموع أم أجفاني

آنسو تمہاری پلکوں میں ہیں یا میری پلکوں میں؟

لا يُقبل مُدّع بلا برهان

دلیل کے بغیر کسی کا دعوی قبول نہیں کیا جاتا

اسلام کیسے قائم ہو سکتا ہے اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ کیونکر حاصل کر سکتا ہے جب تک کہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی طرح کا عزم نہ ہو جو مرتدین کے خلاف قتال کے لیے اُنہوں نے ظاہر فرمایا۔جی ہاں ! جب نرم اور خوب رونے والے دل کے باوجود اُنہوں نے قسم کھائی کہ :(اللہ کی قسم ! میں ضرور ان لوگوں سے لڑوں گا جو نماز اور زکٰوۃ میں فرق کرتے ہیں کیونکہ زکٰوۃ مال کا حق ہے ۔اللہ کی قسم ! اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے انکار کریں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا)

اسلام کیسے قائم ہو سکتا ہے جب تک کہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی طرح کی عزیمت نہ موجود ہو جنہوں نے فرمایا تھا : (اگر اللہ تعالٰی نے مجھے مشرکین کے ساتھ قتال کا موقع دیا تو اللہ تعالٰی لازماً دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں) پھر آپ احد میں اِس طرح لڑے کہ آپ کے جسم پر اَسّی سے کچھ زیادہ نیزوں اور تلواروں کے زخم تھے۔

اور نبی ﷺ دعا کیا کرتے تھے :" اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں دین کے معاملے میں ثابت قدم رہوں اور ہدایت کے حصول کے لیے پر عزم رہوں"۔

عالی ہمت ،دلوں میں ایسے جوش مارتی ہے جیسے پانی ہنڈیا میں اور صبح شام بندے کو عظیم الشان کارناموں کی انجام دہی پر ابھارتی ہے یہاں تک کہ وہ امام شافعی کے اِس قول کے مطابق ہو جاتا ہے کہ :(الراحة للرجال غفلة)(مردوں کے لئے راحت وآرام غفلت ہے)۔

یہ ہیں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جو غزوہ احد سے پہلے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک کونے میں جاتے ہیں اور اِس پر دونوں کا اتفاق ہوتا ہے کہ ہر ایک دعا کرے اور دوسرا آمین کہے،تو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا یہ تھی:

(اے اللہ آج میرا ایسے دشمن سے مقابلہ ہو جو بڑا ہی سخت زور اور غضب ناک ہو، میں محض تیرے لیے اُس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے بالآخر وہ مجھے قتل کر دے اور میری ناک اور میرا کان کاٹے، پھر جب میں تجھ سے ملوں تو تو دریافت فرمائے اے عبداللہ تیرا ناک اور کان کیوں کاٹے گئے ؟تو میں عرض کروں :اے اللہ تیری راہ میں اور تیرے رسول کی راہ میں تو اُس وقت آپ کہیں :تونے سچ کہا)۔

کتنی عظیم اور کتنی بہترین ہے یہ دعا۔۔

یہ وہ نفس ہیں جنہوں نے اپنی ملکیت میں ہر چیز کا اپنے ربّ کے ساتھ سودا کر لیااور یوں کڑوااور ناپسندیدہ امر اُن کے لیے میٹھااور پسندیدہ ہو گیا۔۔۔اور یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو (عزیمت کے) اِس راستے کو پسند کرتے ہوں اور اِسکی حلاوت و مٹھاس کو چکھ چکے ہوں۔ پس اُنہیں ربّ کی رضا کے علاوہ کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اب اُنہیں کوئی چیز مطلوب ہوتی ہے تو یہ کہ اُنکی اپنے ربّ سے ملاقات فرمانبرداری کی حالت میں ہو اور وہ اپنے ربّ کی راہ میں قتل ہو چکے ہوں۔

ہمارے دور میں ایسا عزم و ہمت کون کرے گا، کون ہمارے لیے احمد بن حنبل، ابن تیمیہ اور عز بن عبد السلام کا کردار ادا کرے گا کہ جو جہاد فی سبیل اللہ کا جھنڈا اٹھائے اور اللہ کے دشمنوں سے قتال کرے؟ علماء میدان چھوڑ چکے ہیں اور قافلے کی قیادت سے پیچھے ہٹ چکے ہیں اور اللہ کے لیے قربانی دینا اُن کے لیے مشکل ہو گیا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ وہ مجاہدین کے خلاف چیخ چیخ کر ہر عیب کی تہمت لگاتے ہیں اور اُن کی آواز سنائی دیتی ہے تو مجاہدین کی مخالفت میں ۔۔۔اور یہ سب کچھ کرنے کے لیے وہ سیاست و حکمت کا نام استعمال کرتے ہیں۔

میں نہیں جانتا کب یہ شکست خوردگی کی فقہ اور ذلت و بزدلی کے مفاہیم کو ترک کریں گے۔۔۔

کیا تم نے سنا نہیں کہ اُنھوں نے کس طرح امریکی (برگ) کو ذبح کرنے کی مذمت کی ، بلاشبہ اُنھوں نے اِسکاانکار اِس لیے کیا کیونکہ اِس سے پہلے یہ کافروں سے قتال سے پیچھے ہٹ چکے تھے اور کیونکہ یہ عزت کے معنی سے ناآشنا ہیں اور اِن کے نزدیک ایمان کے اُن مفاہیم کی کوئی اہمیت نہیں جن کی وجہ سے مؤمن جاہلیت اور اہلِ جاہلیت سے برتر ہوتا ہے۔

{وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ} [المنافقون:8](اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لیے ہے لیکن منافق نہیں جانتے)

پس اِن غلامانہ ذہنیت رکھنے والوں کے لیے یہ تصور کرنا بھی انتہائی مشکل ہے کہ اپنے آقا امریکی کو ذبح کر سکیں۔

ہاں! انہوں نے اپنی ماؤں کی چھاتیوں سے ذلّت کا دودھ پیا ہے جو اِن کے اندر تک سرایت کر گیا ہے، تو اب کیسے ممکن ہے کہ یہ اپنے آپ کو بدل لیں۔۔

یہ وہ تلخ حقیقت ہے جس کا یہ اظہار نہیں کر سکتے، لیکن اِس حقیقت پر فقہ کا پردہ چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں اور اِسے حکمت کے لباس میں لپیٹ کر اسے پیش کرتے ہیں۔ اِن کے جھوٹے گمان میں اِس معاملے نے اسلام کی صورت کو اہلِ مغرب کی نظر میں- جو بہت نازک احساسات کے مالک ہیں- مسخ کر دیا ہے اور اِن کے نزدیک ابو غریب اور گوانتانامو کے معاملے پر دنیا متحرک اور اٹھ کھڑی ہونے ہی والی تھی کہ اِس کاروائی نے معاملے کو الٹا کر رکھ دیا اور اقوامِ عالم کے لوگوں کی اِس تحریک کو ٹھنڈا کر دیا۔

بلکہ اِن کے گمان میں رومی کتے بش کی مقبولیت کا گراف انتہائی پستی تک جا پہنچا تھا لیکن اِس کاروائی نے اُسے عوام میں مقبول کر دیا، جیسے دنیا کے خود مزعومہ آزاد لوگ اپنی تلواروں کو تیز کر چکے تھے اور اپنے لشکروں کو تیار کر چکے تھے کہ عراق کو آزاد کرائیں گے اور مظلوم اور ستم رسیدہ عورتوں کو ظلم و زیادتی کی جیلوں سے نجات دلائیں گے !

قابلِ افسوس اور خوفناک بات یہ ہے کہ صلیبی کافر میڈیا ہم میں سے ہی بعض افراد کو استعمال کر کے مسلمانوں کے خیالات میں تبدیلی لانے میں کامیاب ہوا۔ عربی اور عالمی ٹی وی چینلز نے اپنی نشریات کے ذریعے مسلمانوں کو برین واش کر دیا اور اُنکی فکر و سوچ پر گہرا اثر چھوڑا، اُنکی فطرت کو مسخ کر دیا اور اُنکے عزم و ہمت کو مردانگی سے محروم کر دیا۔

سبحان اللہ ! بغض و نفرت سے بھرا ہوا صلیبی دشمن امت مسلمہ پر قابو پانے اور یہودیوں کو غلبہ دلانے کے لیے ایک خوفناک منصوبہ بنا کے شریعت سے جنگ شروع کر دیتا ہے، مقدسات کی بےحرمتی کرتا ہے ،عزتوں کو لوٹتا ہے، لوگوں کو ذلت و رسوائی کا عذاب چکھاتا ہے اور میری امت دور سے صرف نظارہ کر رہی ہے آہ و بکا کے سوا کچھ نہیں کر سکتی ۔۔بے بس ہے ،ذلّت کی زنجیروں کو توڑ نہیں سکتی جو ایک طویل عرصے سے اِسے پہنچا دی گئی ہیں۔

بلاشبہ کفار نے ایسی نسلیں تیار کی ہیں جنھوں نے ذلّت کی گھٹّی پی ہے اور جو عار و رسوائی کا لباس پہننے پر راضی ہو چکے ہیں، اُنکی سوچ و فکر کے پیمانوں میں ایک عظیم تغییر واقع ہو چکا ہے اور یہ آسمانی رشد و ہدایت کے راستے سے ہٹ چکے ہیں، جیسا کہ صادق المصدوق نے خبر دی تھی کہ :

(فتنے دلوں پر ڈالے جائیں گے جیسے چٹائی کی بُنائی تنکا تنکا کر کے کی جاتی ہے۔ جس دل نے انکورڈ کر دیا تو اُس میں ایک سفید نقطہ پڑ جائے گا اور جس دل نے اِن فتنوں کو قبول کر لیا تو اُس میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ دو طرح کے دل ہو جائیں گے، ایک دل سفید چکنے پتھر کی مانند ہو جائے گا، جب تک آسمان و زمین قائم رہیں گے، کوئی فتنہ اِس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا، دوسرا دل کالے مٹیالے رنگ کے اوندھے لوٹے کی مانند، جو نہ کسی نیکی کو پہچانے گا اور نہ کسی برائی کا انکار کرے گا، سوائے اُس خواہش کے جس سے وہ دل لبریز ہو گا)(مسلم)۔

یہ ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ، مجسم رحمت و شفقت -میرے ماں باپ اُن پر قربان ہوں-آپ نے ہمارے لیے ایک واضح راستہ اور صاف طریقہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے جب آپکو ایک قیدی کے بارے میں لکھا گیا جس کی رہائی کے بدلے اُسکی قوم نے ہر قسم کا فدیہ دینے کی درخواست کی تھی، تو آپ نے فرمایا: "اُسے قتل کر دو، ایک مشرک کا قتل مجھے اتنے اتنے (مال) سے زیادہ محبوب ہے"۔

بعض واسطوں نے (ہمارے پاس موجود) اِس کافر کو چھڑوانے کی کوشش کی اور ہمیں پیش کش کی کہ جتنا چاہے مال لے لو، اور باوجود اِسکے کہ ہمیں جہادی امور کی انجام دہی کے لیے اموال کی شدید ضرورت تھی لیکن ہم نے اپنی بہنوں کے انتقام اور اپنی امت کے لیے بدلہ لینے کو مقدم کیا۔

ہم نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ سلف کے طریقے کو زندہ کریں گے اور ہدایت یافتہ لوگوں کے راستے کو لازم پکڑیں گے۔

کیا ہمارے پیکرِ رحمت و شفقت نبی ﷺ نے نہیں فرمایا تھا: "لقد جئتكم بالذبح" (میں تمہارے پاس ذبح کا حکم لے کر آیا ہوں)، تو اِس سے قریش کے سنگدل متکبر سرداروں کے دل لرز اٹھے، وہ آپ سے ڈر گئے اور اُن پر آپ کی ہیبت طاری ہوگئی، چنانچہ وہ آپ کو راضی کرنے اور نرم کرنے کی کوشش کرنے لگے حالانکہ اِس سے تھوڑی دیر قبل وہ ٹھٹھا اور مذاق کر رہے تھے۔

ہم کہتے ہیں: اگر امت نے اپنی تلواریں تیز کر لی تھیں، چاک و چوبند ہو چکی تھی اور اپنے لشکروں کو ترتیب دے کر اُنہیں بدلہ لینے کے لیے واشنگٹن کی طرف روانہ کرنے والی تھی اور ایک دم یہ ذبح کرنے کا واقعہ ہو گیا جس سے ہواؤں نے اپنا رخ بدل لیا اور یہ فوجیں منتشر ہو گئیں۔۔۔ تب یہ معاملہ کچھ اور ہوتا، لیکن عراق، فلسطین، افغانستان، انڈونیشیا اور چیچنیا وغیرہ میں جو کچھ ہو رہا ہے اُس پر میری امت کہاں ہے؟ کیا یہ رونے دھونے، مذمت کرنے، پرامن مظاہروں اور تنقید کرنے کے علاوہ کچھ کر سکتی ہے؟

مظاہرے کرنے والوں کے بڑے بڑے اجتماعات افغانستان کے لیے کیا کر سکے؟

سرائیوو، انڈونیشیا، کشمیر، فلسطین اور عراق کی مسلمان عورتیں، جن کی عزت امت کے سامنے سرِعام نیلام ہو رہی ہے، کے لیے امت نے کیا کیا؟؟

اللہ کی قسم! ہم میں اپنی پاکدامن بہنوں کے لیے غیرت کی کوئی رمق ہوتی تو ہمیں اُس وقت تک نیند نہ آتی اور ہم اپنی بیویوں کے پاس نہ جاتے جب تک کہ اُن کو چھڑا نہ لیا جائے۔۔۔

وائے میری امت! تباہی ہے تیرے لئے۔۔۔ تیری عزت صلیب کے پجاریوں کے ہاتھ میں ہے جس سے وہ کھیلتے ہیں اور کوئی اُنکو جواب دینے والا نہیں۔۔۔

قد استرد السبايا كل منهزم

ہر پست شکست خوردہ نے اپنے قیدیوں کو چھڑا لیا

لم يبق في أسرها إلا سبايانا

اُس کی قید میں ہمارے اسیروں کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا

وما رأيت سياط الذل دامية

جب بھی میں نے ذلت کے کوڑوں کو خون آلود دیکھا

إلا رأيت عليها لحم اسرانا

تو اُن پر ہمارے ہی قیدیوں کا خون تھا

وما نموت على حد الظُبى أنفاً

اب ہم لڑتے ہوئے تلواروں کی نوک پر نہیں مرتے

حتى لقد خجلت منا منايانا

بلکہ اب موت بھی ہمارا سامنے کرنے سے شرمانے لگی ہے

ہمتوں کو جگانے اور مشرق و مغرب میں مسلمانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈی کرنے کے لئے ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ ہم اس کافر کے بدلے فدیے میں مال نہیں لیں گے خواہ وہ اُسے سونے سے تول کر دیں۔

بلکہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ کسی بھی اسیر کے بدلے مال نہیں لیں گے اگرچہ ہم اسے جائز سمجھتے ہیں تا کہ اللہ کے دشمن جان لیں کہ ہمارے دلوں میں اُن کے لئے بالکل بھی نرمی اور شفقت نہیں۔

یا تو وہ ہمارے قیدی آزاد کریں گے۔۔

یا اُنکے قیدی کو ذبح کر دیا جائے گا۔۔

اور سب سے عجیب ترین بات، بعض شکست خورہ، بزدل، کم ہمت اور غلامانہ ذہنیت کے حامل لوگوں کا موقف ہے جنہوں نے دین کو مردہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور ذلّت پر راضی ہو بیٹھے ہیں۔اِن میں سر فہرست مجلس علماء مسلمین عراق کا امینِ عام حارث الضاری ہے جس نے اپنی بعض خالص مجالس میں یہ کہا کہ امریکی اور جنوبی کوریا کے مشنری کے ذبح ہونے کے بعد وہ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا، تو میں اِن سے کہتا ہوں:

پہلے میرا گمان تھا کہ تم اپنے گھر سے چند سو میٹر کے فاصلے پر واقع ابو غریب جیل میں تار تار ہوتی مسلمان بہنوں کی عزت کا انتقام نہ لے سکنے کی وجہ سے شرم کے مارے اپنے لیے ایک قبر کھودو گے اور اُس میں اُس وقت تک رہو گے جب تک تمہیں شرم سے موت نہ آ جائے۔

یا تم قسم کھاؤ گے کہ میں اُس وقت تک سر پر عقال نہیں ڈالوں گا اور نہ ہی کھانا چکھوں گا اور نہ آرام کروں گا جب تک اپنی بہنوں کو چھڑا نہ لوں یا خود اِس سلسلے میں ہلاک نہ ہو جاؤں، لیکن افسوس کہ ایسا کچھ نہ ہوا۔ ۔۔

بلکہ تمہاری تمام کوششوں کا مقصد یہ ہے کہ رافضیوں کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھائی جائیں۔

کیا تجھے اپنا ذلت و رسوائی کا وہ موقف یاد نہیں جس نے تجھے تا قیام قیامت ذلیل کر دیا، جب جواد خالصی سے تیری ملاقات ہوئی تو تو نے اُس سے کہا کہ: میں آپ کے صبر اور جد وجہد کے بارے میں سنا کرتا تھا اور میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ کے سر کا بوسہ لوں گا، اب وقت آگیا ہے کہ میں اپنی قسم پوری کر لوں، چنانچہ تو اٹھا اور اُس سر کا بوسہ لیا جو اسلام دشمنی سے بھرا ہوا ہے، جس سر کی زبان تیرے نبی ﷺ کی عزت پر حملہ آور رہتی ہے۔

تجھے تیرے ربّ کی قسم! کہو! یوم حشر کس منہ سے اپنے نبی ﷺ کا سامنا کرو گے؟؟

تو اُس وقت واقعی ضاری (تکلیف دینے والا) تھا جب تو نے جہاد کے سر کردہ قائدین پر ایجنٹ ہونے کی تہمت لگائی۔۔

لیکن رافضیوں کے ساتھ تیرا معاملہ پالتو دنبے جیسا تھا جب تو نے ہماری مسجدیں یہ گمان کر کے اُن کے حوالے کر دیں کہ پتھر ہی تو ہیں اور بھی بنائی جا سکتی ہیں۔

ہم اللہ سے ہی تمہاری شکایت کرتے ہیں اور اُسی کے سامنے کھڑا کر کے تمہیں پوچھیں گے، ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

دین دشمنوں کی مسلمانوں کے خلاف جنگ میں اُن (کافروں) کی مستقل مزاجی اور صبر وثابت قدمی دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ کیسے یہ باطل کی حمایت و مدد کے لیے اپنی جان اور اپنا وقت کھپا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَى آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَاد} [ص:6] (اور ان کے سردار چل کھڑے ہوئے (اور کہنے لگے کہ) چلو اور اپنے خداؤں کی عبادت پر ڈٹے رہو۔ یہ بات تو کسی اور ہی ارادہ سے کہی جا رہی ہے)

یہ اپنے وسیع لشکروں سمیت صحراؤں اور ویرانوں تک میں بادیہ پیمائی کرتے ہیں، اپنا خون پسینہ ایک کرتے ہیں بلکہ اپنی جان تک اِس مقصد کے لیے قربان کر دیتے ہیں کہ اپنے باطل عقائد کی نشر واشاعت اور ترویج کر سکیں۔

جی ہاں! برطانوی اخبار ڈیلی ٹیلی گراف نے ایک تقریر نشر کی ہے جس میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عراق ان دنوں نصرانی مشنریوں کے لئے چراگاہ بن گیا ہے اور اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ عیسائی مشنریوں کے امریکی عناصر نے حالیہ دنوں میں عراق میں (انسانی جانوں کے تحفظ) کے نام پر عیسائیت پھیلانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ اِن مشنریوں کے سربراہوں نے وضاحت کی کہ عراق پر امریکی قبضے نے بھٹکی ہوئی انسانیت کو ہدایت پر لانے کا تاریخی موقع فراہم کیا ہے، چاہے وہ مسلمان ہوں یا مشرقی آرتھوڈوکس نصاریٰ۔ عالمی عیسائی مشنریوں کے سربراہ جون برادی جو کہ مشرقِ وسطیٰ میں عیسائی تبلیغ کا ذمہ دار ہے کہتا ہے کہ معمدانیہ چرچ نے اپنے سولہ ہزار ملین متعلقین سے جنگ سے پہلے عراق کی فتح کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

جون حنا ایک عیسائی مبلغ کا عراقی دورے کے بعد کہنا ہے کہ امریکی مبلغین کے کندھوں پر بڑی ذمہ داری آئی ہے، تمام دروازے کھلے ہیں، عیسائیت کی تبلیغ کے تمام راستے موجود ہیں اور عراقیوں کو عیسائیت کے خلاف افکار سے نجات دلانے کے لئے عسکری مدد موجود ہے۔